114850 ـ بیوی برطانوی قانون کے مطابق خاوند سے علیحدہ ہونا چاہیے تو خاوند کیا کرے ؟

سوال

انگلینڈ میں میرے ایك دوست کی بیوی اپنے خاوند سے برطانوی طلاق قانون کے مطابق خاوند سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے، خاوند نے اس کے اخراجات بہت زیادہ ہونے کی بنا پر بیوی کو اسلامی طلاق دینے کی پیشکش کی کہ وہ اس سے رجوع بھی نہیں کریگا لیکن بیوی اس پر راضی نہیں ہوئی، یہ علم میں رہے کہ بیوی کے کہنے کے مطابق اس نے کئی اسباب کی بنا پر علیحدہ ہونے کا مطالبہ کیا ہے، کیا خاوند اس کو اسلامی طلاق پر مجبور کر سکتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

کسی بھی مسلمان عورت کے لیے اپنے خاوند سے بغیر کسی ایسے سبب کے جو طلاق مباح کرتا ہو طلاق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں، اور اگر وہ ایسا کرتی ہے تو وہ بہت شدید قسم کی وعید کی مستحق ٹھریگی.

ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس عورت نے بھی بغیر کسی تنگی کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) سنن ترمذی حدیث (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

دوم:

جو عورت کسی سبب مثلا خاوند کے برے افعال یا شدید زدکوب کرنے کی وجہ سے خاوند کے ساتھ رہنا ناپسند کرتی ہو تو اسے طلاق طلب کرنے کا حق حاصل ہے، اور وہ مکمل مالی حقوق کی مستحق ہوگی.

اور جو عورت خاوند کی جانب سے سبب کے بغیر اپنے خاوند کے ساتھ رہنا ناپسند کرے، اور وہ خاوند کو برداشت نہ کر سکتی ہو اور اسے خدشہ ہو کہ وہ خاوند کی اطاعت نہ کر کے گناہ کر بیٹھےگی تو بھی اس کے لیے خلع کر کے خاوند سے علیحدگی طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور وہ طلاق کا مطالبہ نہیں کر سکتی بلکہ خلع ہی کریگی، اس لیے جو خاوند طلب کرے مثلا مہر کی واپسی یا اس سے زیادہ یا کم تو بیوی کو ادا کر کے اس سے

عليحدہ ہونے كا حق حاصل ہوگا.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو اچھائی سے روکنا ہے یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو اس لیے اگر ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ دے ڈالے اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں، یہ اللہ کی حدیں ہیں تم ان سے تجاوز مت کرو، اور جو کوئی بھی اللہ کی حدیں تجاوز کریگا تو وہی ظالم ہیں البقرة (229).

چنانچہ اس آيت ميں بيان ہوا ہے كہ اگر خاوند اپنى بيوى كو طلاق دينے كى رغبت ركھتا ہو تو اس كے ليے بيوى كے مہر سے كچھ لينا حرام ہے، اس ميں خلع لينے كا جواز پايا جاتا ہے، كہ عورت اپنے آپ كو خاوند سے چھڑانے كے ليے اتنا مال ادا كر دے جس پر خاوند اور بيوى دونوں كا اتفاق ہو جائے.

مزيد تفصيل كے ليے آپ سوال نمبر (104534) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

سوم:

بيوى يا كسى عورت كے ليے جائز نہيں كہ وہ ان وضعى اور غير شرعى قوانين كو جو شريعت الہى كے مخالف ہيں كو موقع غنيمت اور اپنے ليے فرصت جانے تا كہ وہ كچھ حاصل كر سكے جس كى وہ مستحق ہى نہ تھى.

اور پھر مسلمان پر تو واجب ہے كہ وہ اپنے سب حالات ميں شرعى احكام كے مطابق فيصلہ كروائے، اور جو مال يا فائدہ بھى اسے اللہ كى مشروع كردہ شريعت كے خلاف حاصل ہو وہ اس كے ليے حرام ہے، وہ اس كى ملكيت نہيں بن سكتى اور نہ ہى اس كے ليے اس سے فائدہ حاصل كرنا حلال ہو گا.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا ؟ جن کا دعوی تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں، حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں، شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور ڈال دے النساء (60).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

سو تيرے پروردگار كى قسم! يہ مومن نہيں ہو سكتے جب تك كہ تمام آپس كے اختلاف ميں آپ كو حاكم نہ مان ليں،

پھر جو فیصلہ آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں النساء (65).

اور ایك مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ تعالی سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے ؟ المآئدۃ (50).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

مسلمانوں کے آپس میں جھگڑے مثلا طلاق اور تجارتی امور یا اس طرح کے دوسرے معاملات کا فیصلہ امریکی عدالتوں اور قوانین کے مطابق کروانے کا حکم کیا ہے ؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" مسلمان شخص کے لیے ان وضعی اور غیر شرعی قوانین کے مطابق فیصلہ کروانا جائز نہیں، لیکن ضرورت کے وقت جب شرعی عدالت نہ ہو تو پھر اس شرط کے ساتھ فیصلہ کروایا جا سکتا ہے کہ اگر اس کے حق میں فیصلہ ہو بھی جائے اور وہ اس کا حق نہ ہو تو یہ حق لینا جائز نہیں ہوگا " انتہی

الشیخ عبد العزیز بن باز.

الشیخ عبد العزیز آل شیخ.

الشیخ صالح الفوزان.

الشیخ بکر ابو زید.

فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (23 / 502).

مزید آپ سوال نمبر (4044) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں، اس میں کسی کافر جج یا پھر کسی عقلمند امام جو کہ عالم نہ ہو سے فیصلہ کروانے کے متعلق شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی بہت ہی اہم کلام منقول ہے.

اس بنا پر اس خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو نصیحت کرے کہ وہ شرعی فیصلہ کروائے، اور وہ اسے اس کے پورے حقوق ادا کریگا، اور اگر وہ شرعی فیصلہ کروانے سے انکار کر کے اس غیر شرعی قانون کے مطابق ہی فیصلہ کروانے پر مصر ہو تو پھر اس کے سامنے یہی ہے کہ وہ اسے شرعی طلاق دے دے، اور پھر اگر اس پر ظلم ہو اور

اسے نقصان اٹھانا پڑے اور وہ مالی جرمانہ ادا کرے تو خاوند کو اس پر صبر کرنا چاہیے، اگر اسے دنیا میں اس کا حق نہیں ملتا، تو کل روز قیامت اسے اس کا حق دلایا جائیگا، جس نے اس پر ظلم کیا اس کی نیکیاں اسے دلائی جائینگی.

واللہ اعلم .